New Era Magazine
چوڑیوں کے رنگ پیا کے سنگ
NEW ERA MAGAZINE
ازقلم کشمالہ اعظمی
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

چوڑیوں کے رنگ پِیا کے سنگ

از کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اسلام و علیکم قارئین

میں آپ کی خدمت میں ایک بار پھر اپنی نئی ناول کے ساتھ اِس امید سے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سب اِسے پڑھ کر میری حوصلہ افزائی کرئے۔۔۔۔۔۔میں نیو ایرا میگزین کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جس کی بناء پر میں آپ سب کے درمیان موجود ہوں۔

دعاؤں کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

شکریہ

منحوس ...... منحوس کہی کی, میرے بچّے کو کھاگئی" .بول کیا بگاڑا تھا"
اُس نے تیرا

فرزانہ بیگم غصّے سے اُسے کلائیوں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی

کلائیوں میں پڑی رنگ برنگی چوڑیاں ٹوٹ کر اُسکی سڈول کلائیوں میں
پیوست ہوگئی .خون قطرہ قطرہ رِسنے لگا .مگر پرواہ کسے تھی .وہ مسلسل
اُسے کھینچتے ہوئے سیڑھیوں تک لے آئی اور بے رحمی سے نیچے ڈھکیل
دِیا .علیشبہ اِس اچانک حملے کیلئے بالکل تیار نہیں تھی سیدھی سیڑھیوں
سے لڑھکتی ہوئی نیچے جا گری .مگر وہ ہمّت نہیں ہاری

" .آنٹی پلیز مجھے گھر سے نہ نکالیے"

کہاں جاؤنگی میں اِس وقت ".وہ گڑگڑاتے ہوئے ایک ہی بات بول"
رہی تھی.

منحوس "تجھے گھر میں رکھ لوں, تاکہ تو میرے پورے خاندان کو کھا"
جائے .فرزانہ بیگم ایک دم جہالت پر اُتری ہوئی تھی

بیٹے کو تو شادی ہوتے ہی کھا گئی" . نجانے کونسی منحوس گھڑی تھی جو" میں نے , تجھ جیسی منحوس لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی کروادی اور .میرا بچّہ ......میرا لال موت کے منہ میں جا سویا

چل نکل یہاں سے "کہتے ہوئے ایک بار پھر اُسے کھینچتے ہوئے بیرون" .گیٹ پر لاکر فرزانہ بیگم نے چھوڑ دیا

آنٹی پلیز .صرف ایک رات یہاں گزارنے دیجیئے کل صبح ہوتے ہی" .میں چلی جاؤنگی" .اُس نے سسکتے ہوئے کہا

نہیں ایک رات بھی نہیں" .بولتے ہوئے فرزانہ بیگم نے پھر اُسے" .ڈھکیلا وہ لوہے کے دروازے سے جا ٹکرائی

ماتھے سے خون نکلنے لگا .بارش زور سے ہونے لگی.اُس کے آنسوؤں نے بادلوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا .بادل تک کو اُس اکیلی رات میں تنہا بیٹھی لڑکی پر ترس آگیا اور وہ اُس کے غم میں شامل ہوتے ہوئے .خوب زور وشور سے برسا .مگر اُس ظالم عورت کو ذرا ترس نہیں آئی .دروازہ بند کرتی ہوئی وہ اندر چلی گئی

کھٹ......کھٹ .... علیشبہ دروازے سے لگی مسلسل ٹھوک رہی تھی گڑگڑا رہی تھی ....مگر کسی نے اُس معصوم کی چیخوں کو نہیں سُنا روتے روتے وہ وہی پر بیھٹتی چلی گئ.

تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کی ایمبولینس آرکی اور دیتھ بارڈی کو گھر کے اندر لایا گیا.

ایک بار پھر ہمّت کرکے وہ گھر میں داخل ہو گئ.

تو پھر آگئی........" فرزانہ بیگم نے مارے طیش میں اب کی بار اُسے" بالوں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا.

آنٹی پلیز. مجھے ایک بار تو تابش کو دیکھنے دیجئے. پلیز ایک بار" .وہ" منتوں پر اُتر آئی.

زنّاٹے دار تھپڑ اُسکے معصوم گال پر پڑتے ہی وہ لڑکھڑا گئ.

خبردار جو میرے بیٹے کا نام بھی اپنی منحوس زبان پر دوبارہ لایا" تو...... تو میں تمھاری زبان ہی کھینچ لونگی". سمجھی.

دیکھتی ہوں, تو کیسے دیکھتی ہے میرے بیٹے کو".فرزانہ بیگم ایک دم ظالمیت پر اُتری ہوئی تھی.

چل نکل یہاں سے.......چل نکل. .....ایک بار پھر اُسے دھکّے مار مار کر گھر سے باہر نکال دِیا گیا.

****

رات پوری طرح سے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی ساتھ بارش نے اُسے خوفناک بنا دِیا تھا.سب اپنے اپنے گھروں میں نرم گرم بستروں میں آرام فرما رہے تھے مگر ....ایک تنہا لڑکی اُس بڑے سے گیٹ کے باہر پڑی رو رہی تھی .بہت دیر تک رونے اور دروازہ بجانے کے بعد بھی وہ نہ کھلا تو علیشبہ تھک ہار کر اپنے نیم مردہ وجود کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے سُنسان سڑک پر چلنے لگی .کبھی لہنگا پاؤں میں پھنس جاتا, تو کبھی دوپٹّہ جو سڑک سے مسلسل باتیں کر رہا تھا وہ, لڑکھڑا لڑکھڑا جاتی .جوتوں نے کب ساتھ چھوڑا اُسے پتا ہی نہیں چلا اُسکی حالت بہت خراب تھی مگر وہ جیسے تیسے کرکے اپنے مردہ قدموں

.کو گھسیٹتے ہوئے چلے جارہی تھی

کیسی دُلہن تھی وہ ؟جو کچھ گھنٹوں میں ہی بیوہ ہوگئی تھی .جس نے اپنے شوہر کا چہرہ تو دیکھا ہی نہیں تھا .آخری وقت بھی نہ دیکھ پائی تھی .وہ ایک ایسی بیوہ تھی جس نے اپنے سُہاگ کو کبھی دیکھا ہی نہیں, مگر اُس کے نام کی سفید چادر اُس پر ڈال دی گئ .سارے رنگ اُس سے چھین لیے گئے .وہ جو رنگوں کی شوقین تھی ہمیشہ رنگ برنگے کپڑوں اور چوڑیوں میں نظر آتی آج اُس سے سارے رنگ چھین لیے گئے تھے اور سفید رنگ اُس کا نصیب بن گیا تھا.وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چلی جارہی تھی .گھر کے سامنے رُک کر اپنے سجے سجائے گھر کو تکنے لگی .جو دُلہن کی طرح سجا, برقی قمقموں سے نہایا ہوا تھا .مگر .....اِس گھر کی بیٹی اُجڑ چکی تھی .اُس کا سُہاگ اُجڑ چکا تھا .سُہاگ کی چادر سرک کر بیوگی کی چادر اُوڑھا دی گئی تھی . تبھی دو نظروں نے اُسے دیکھا اور .وہ وہی پتھّرا گئ

****

ثریّا بیگم اور بلال صاحب بیٹھے اپنی بیٹی کو دُعائیں دے رہے تھے .آج ہی تو وہ رُخصت ہوئی تھی اور گھر سُونا لگنے لگا تھا .اُسی کی باتوں میں دونوں مصروف تھے تب ہی دروازہ زور زور سے بجنے لگا.

میں دیکھتی ہوں .اتنی رات گئے کون آگیا ؟"کہتی ہوئی ثریّا بیگم" دروازے تک پہنچی اور دروازہ کھولتے ہی اُن کی خوفناک چیخ بر آمد ہوئی. بلال صاحب دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے

پِنک لہنگا پہنے وہ اُجڑی ہوئی حالت میں کھڑی تھی .جگہ جگہ سے خون رِس رہا تھا .چہرے پر جابجا چوٹیں لگی ہوئی تھی .دوپٹّہ کہی پیچھے ہی رہ گیا تھا.

" امی.......وہ اُن سے لپٹ کر دھاڑے مار مار کر رونے لگی"

کیا ہوا علیشبہ بیٹا کچھ تو بتاؤ؟ یہ حالت کیسے ہوئی تمہاری ؟کس نے کی" " .؟بولو مجھے

وہ کچھ نہ بولی بس روئے گئی.

بولو بیٹا تمھیں خدا کا واسطہ" .بتاؤ یہ سب کیسے ہوا ؟"

وہ دھیرے دھیرے سب بتاتے چلی گئی .کی کِس طرح سے فرزانہ بیگم نے اُسے دھکّے مار مار کر گھر سے بے گھر کر دیا تھا.

اُس ظالم عورت نے ایک بار بھی نہ سوچا کی اُس, لڑکی پر کیا گزر رہی ہوگی جس کا گھر بسنے سے پہلے ہی اُجڑ گیا تھا. یہ تکلیف تو علیشبہ ہی جان سکتی تھی .فرزانہ بیگم نے اُس کے ماں, باپ کو اتنے بڑے حادثے کے بارے میں بتانا بھی گوارہ نہیں سمجھا .اِس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کی وہ لوگ کِس قدر ظالم تھے, سو اُن سے بحث کرنا ہی بیکار تھا.

امی......امی......میں منحوس ہوں امی. آپ یہاں سے چلی جایئے" نہیں تو ....تو .... آپ کو بھی نِگل جاؤں گی" .وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی.

ایسے نہیں بولتے بیٹا .موت کا وقت مقرر ہوتا ہے نہ کوئی اُس سے" ایک سکینڈ پہلے مر سکتا ہے نہ بعد میں .اِس میں تمہاری کوئی غلطی

نہیں ہے .یہ سب بس جاہلیت ہے, اُس کے سوا کچھ نہیں .تابش کی عمر ہی اتنی تھی ".وہ روتی بِلکتی علیشبہ کو سینے سے لگائے تسلّی دِلارہی تھی .دُکھ تواُنھیں بھی بہت تھا .مگر کیا کرسکتی تھی؟ اُس رب نے جب اپنی امانت کو واپس لینا چاہا لے لیا .جوان بیٹی کو شادی کے چند گھنٹے بعد ہی بیوہ ہوتا دیکھ کر کونسی ماں دُکھی نہ ہوتی .اُن کا تو کلیجہ پھٹّے جارہا تھا بیٹی کی حالت دیکھ کر .مگر وہ پڑھی لکھی سمجھدار عورت تھی .جانتی تھی اِس میں علیشبہ کی کوئی غلطی نہیں تھی .تابش نکاح کے بعد ہی ضروری کام سے گیا اور روڈ ایکسیڈنٹ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا.

بیگم جی حوصلہ رکھو ......بلال صاحب, ثریّا بیگم کو تسلّی دِلاتے ہوئے خود کو بھی مضبوط کرنے کی کوشش کررہے تھے کیونکہ اُنھیں ہی تو سنبھالنا تھا دونوں کو.

یا خدا مجھے ہمّت و حوصلہ دے کی میں اپنے گھر کو خوش اسلوبی سے کو" سنبھال سکوں.

****

رنگ برنگی کانچ کی چوڑیاں نظر آتے ہی اُس کی نیلی چمکدار آنکھیں مزید چمک اٹھی .اُس نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کی حِنا اُسے کھینچ کر لے جانے لگی.

علیشبہ ....تم اور تمہارا یہ چوڑیوں کا جنون .نجانے کب ختم ہوگا"
"

اب چلو بھی ".وہ اُسے دُکان میں گھُسنے سے روکتی ہی رہ گئی مگر وہ" اپنا ہاتھ چھڑواتی اندر جاچکی تھی .مجبوراً حِنا کو بھی اُس کے پیچھے جانا ہی پڑا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈھیر ساری چوڑیاں خریدنے کے بعد وہ دونوں سہلیاں آئس کریم کھا کر گھر کو روانہ ہوگئی.

سِنگھار میز کے سامنے بیٹھ کر وہ رنگین کانچ کی چوڑیوں کو اپنی سڈول کلائیوں میں ڈالتی گئی اور اُسے بجا بجا کر خوش ہوتی رہی.

وہ بہت ہی سیدھی اور سعادت مند چنچل سی بچّی تھی .بچپن سے

چوڑیاں اُسکی کمزوری تھی .جہاں بازار گئی چوڑیاں ساتھ لے آئی .امی، ابّو کو اچھی طرح سے پتا تھا علیشبہ کو خوش کرنے کا طریقہ " .ڈھیر, ساری چوڑیاں....... "

جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اُس کا شوق بھی بڑھتا گیا .ہمیشہ ہاتھوں میں بھر بھر چوڑیاں پہننے والی کو یہ نہیں پتا تھا کی, ایک وقت اُسکے ہاتھوں سے چوڑیاں نکال دی جائیگی .جب پِیا کی بھیجی چوڑیاں وہ خوشی خوشی پہنے گی اور اُسے نکال دیا جائیگا.

ہاں ....وہ بیوہ ہوگئی تھی اور رنگ برنگی تِتلیوں کی طرح اُڑنے" والی علیشبہ اب سفید لِبادے میں تبدیل ہوگئی تھی. "

کتنا خوش ہوئی تھی جب کپڑوں سمیت زیورات میں خوبصورت سی چوڑیاں اُس کے پِیا کے گھر سے آئی تھی .کتنے شوق سے وہ اُسے بجابجا کر دیکھتی رہی تھی اور جب پہنی تو فقد چند گھنٹوں میں ہی وہ ٹوٹ ٹوٹ کر بِکھر گئی.

یہ تھی اُسکی قسمت, اُسکے حالات جس نے اُسے اِس مقام پر لا کر کھڑا

کر دِیا تھا کہ وہ لوگوں کی نظروں اور باتوں سے چھُپتی پھرِ رہی تھی.
جب اُسے کوئی دیکھتا تو تسلّی دِلانے کی بجائے منحوسی کا طعنہ مارتا.
منحوس کا لیبل جیسے اُس کے نام کے ساتھ جُڑ چکا تھا.

****

چھ مہینے بیت چکے تھے اُس حادثے کو ہوئے مگر علیشبہ میں کچھ تبدیلی نہیں آئی تھی وہ گھنٹوں ایک ہی چیز کو گھورتی بیٹھی رہتی تھی .بہت محنت سے حِنا اُسے دوبارہ زندگی کی طرف لا رہی تھی .اُسکے بہت سمجھانے بُجھانے پر علیشبہ نے بڑی مشکل سے اسکول میں پڑھانا شروع کر دیا تھا اور اب وہ نارمل بھی رہنے لگی تھی.

دونوں سہلیاں روز اسکول آتی جاتی, راستے میں جب کبھی چوڑیوں کی دُکان نظر آتی تو علیشبہ کے قدم اپنے آپ وہاں جم جاتے اور اُسکی آنکھوں میں پہلے تو وہی چمک نظر آنے لگتی جو پہلے آیا کرتی تھی مگر پل بھر میں ہی اُسے .... منحوس ...... منحوس......ٹوٹی ہوئی کانچ کی چوڑیاں ....اُسکا اُجڑا ہوا روپ سب یاد آنے لگتا, آنسو خاموشی سے

بہنے لگتے .تب حِنا ہی تھی جو لوگوں کی نظروں اور طعنوں سے بچاتی ہوئی اُسے گھر لے آتی تھی.

ارے یہ تو وہی ...... منحوس ہے ...... تمہیں پتا ہے یہ اپنے آدمی کو" کھا گئی وغیرہ وغیرہ" .ایسی طرح طرح کی باتیں اُسے روز سُننے کو ملتی تھی.

وہ اپنے دل کو مضبوط کیے, لوگوں کی باتوں کو سُنتے ہوئے, چُپ چاپ چلی جاتی .دل ہر طرف سے اُداس اور مایوس ہوچکا تھا .بس اپنے والدین کیلئے وہ روز اپنے آپ کو تیار کرتی, خوش رہنے کی کوشش کرتی.

وہ رنگوں کی دیوانی تھی

اُسے رنگوں نے لوٹا تھا

اُسے رنگوں نے لوٹا تھا

یہ دل ٹوٹ کر بِکھرا تھا

اُسے رنگوں نے لوٹا تھا

وہ جو رنگوں کی شوقین تھی اُسے رنگوں کی ہی نظر لگ گئی تھی .ہمیشہ رنگ برنگی بنی ٹھنی جِنا کے ساتھ گھومتی تھی. کبھی شاپنگ مال تو کبھی آئس کریم پارلر اور جھولوں پر جھولا جھولنا اُسکے پسندیدہ مشغلے تھے .اب اُسنے ساری چوڑیوں کو ایک بکسے میں بند کرکے رکھ چھوڑی تھی .کیونکہ اُس کے نصیب میں پِیا کی چوڑیاں ہی نہیں لکھی تھی تو پھر یہ چوڑیاں.......پھیکی سی مُسکراہٹ اُسکے حسین چہرے پر دوڑ جاتی تکلیف بڑھنے لگتی.

****

وہ کالی سُنسان رات رامش کبھی نہیں بھول سکتا تھا کیونکہ اُس رات اُس نے اپنی محبّت کا جنازہ نکلتے ہوئے دیکھا تھا . آہ ......اُسکا دل اندر تک کانپ اُٹھا تھا . کس طرح ٹوٹی ہوئی حالت میں وہ گھر کے باہر کھڑی تھی .اُسے دیکھتے ہی وہ پتھّرا گیا تھا .وہ اُس کے گھر کے سامنے رہتا تھا .اور اُس سے بہت محبّت بھی کرتا تھا.

چاند سے چہرے پر اُداسیوں کا راج ہے

کوئی اُسکی مسکراہٹ تو لوٹا دے

اُسے روشن اُجالا کر دے

اُسے دلکش نظارہ کر دے

جب وہ پڑھانے جاتی تو اُسے غور سے دیکھتے ہوئے رامش کے دل میں خیال آتا کی "کاش, ... وہ اُس اداس پری کو خوشیوں کی طرف لاپاتا." مگر ہمّت نہیں ہوتی تھی اُس سے کہنے کی

وہ آج سے اُسے نہیں جانتا تھا, بلکہ کئی سالوں سے جانتا تھا. جو" رنگین تتلی کی طرح آنگن میں دوڑتی رہتی تھی. بازاروں, مالوں میں جہاں وہ جاتی پیچھے خود بھی پہنچ جاتا. جب اُسے چوڑیوں کے پاس رُکتے دیکھتا تو اُسکا دل چاہتا, چوڑیاں اُسکے قدموں میں بیچھا دے" .بس اُسے انتظار تھا تو اپنے پیروں پر کھڑے ہوکر کچھ بننے کا .تب ہی تو اُس تتلی کو اپنے آنگن میں لے آتا مگر ....جب اُس نے امی کو علیشبہ

کے بارے میں بتایا اور وہ راضی بھی ہوگئی دوسرے ہی دِن ایک دھماکہ ہوگیا.

علیشبہ ویڈس تابش "کی شادی کا چمکتا ہوا سُنہرا کارڈ اُن کے گھر" آگیا تھا .وہ اندر تک ہِل گیا .کتنا روکا تھا اپنے آپ کو ,اپنے جزبات کو ,اُس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا .کیونکہ وہ چاہتا تھا شرافت سے اُسے اپنی شریکِ حیات بنالئیگا پھر اظہارِ محبّت کریگا .مگر وقت نے اُسے موقع ہی نہیں دیا.

پھر بھی وہ اُسکی خوشیوں میں شامل ہونے کیلیئے دل سے گیا تھا کیونکہ محبّت پانا ہی ,محبّت نہیں ہوتی.....اُس شخص کو خوش دیکھنا بھی محبّت ہے .وہ اپنی محبّت کی قدر کرتا ہوا اُس کے گھر موجود تھا مگر اُسے کیا خبر تھی کی ,اُسکی زندگی ,اُسکی محبّت یوں برباد ہوجائیگی .جس کی آنکھوں میں کبھی خوشیوں کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا اب اُن آنکھوں میں آنسو ہی آنسو نظر آتے تھے .اُس کا کلیجہ پھٹّنے لگتا علیشبہ کو ایسی حالت میں دیکھ کر .اُس نے فیصلہ کرلیا تھا کی علیشبہ کو اپنی زندگی

میں شامل کر کے, اُسکے ایک ایک آنسوؤں کی بھر پائی کریگا.

مگر.....نازیہ بیگم سُنتے ہی آپے سے باہر ہوگئ.

" اُس منحوس سے تمہاری کبھی شادی نہیں ہوگی سمجھ گئے تم."

لیکن امی پہلے تو آپ تیار تھی شادی کیلئے .اب کیا ہوگیا ؟

اچھاّ ....یہ کافی نہیں کی وہ منحوس ہے اور بیوہ بھی.ایسا کچھ ہوگا"

" کبھی, تم سوچنا بھی مت.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نسیم صاحب سمجھدار تھے اپنی بیگم کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے مگر وہ نہ مانی.

" آخر کار رامش نے غصّے میں آکر گھر چھوڑنے کا فیصلہ کردیا."

بہت مجبوراً اُنھوں نے سمجھنے کی کوشش کی .ویسے بھی رامش اُن کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ اُسے کھونا نہیں چاہتی تھی .وہ بھی جانتی تھی کی کسی کی وجہ سے کوئی نہیں مرتا مگر لوگوں کی باتوں کا کچھ تو اثر ہونا ہی تھا.

خیر خدا خدا کر کے وہ دل سے راضی ہوہی گئ.

رامش نے تہہ دل سے خدا کا شکر ادا کیا.

****

رامش کا رشتہ اُسکے لیے آیا تھا .ثریّا بیگم اور بلال صاحب بہت خوش تھےایسا لگتا جیسے اُن کے جسم میں کسی نے نئ روح پھُونک دی ہو . وہ خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے تھے.

مگر........علیشبہ نے سُنتے ہی انکار کردیا.

کیوں نہیں کرنا شادی ؟کوئی وجہ تو ہو انکار کی ؟"ثریّا بیگم نے غصّے " سے اُس سے پوچھا.

یہ کافی نہیں کی میں منحوس ہوں اور میری منحوسیت اُس بیچارے کو" بھی نہ کھا جائے . "

کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کر رہی ہو .تم اچھی طرح سے جانتی ہو .یہ سب صرف ایک بکواس اور جاہلیت کے سوا کچھ نہیں ہے .وہ سمجھا کر تھک چکی تھی مگر وہ ایک نہ مانی.

حِنا نے بھی بہت سمجھایا مگر اُسے سمجھنے کی بجائے وہ چُپ چاپ اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی.

"دیکھا تم نے یہ سمجھتی نہیں ہے کی بغیر مرد کے یہ معاشرہ اُسے چین سے جینے نہیں دیگا". ثریّا بیگم نے روتے ہوئے حِنا سے کہا.

" آنٹی آپ فکر مت کیجئیے اِنشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائیگا".

اب آپ کچھ نہیں کرئینگی, جو کرنا ہے مجھے کرنا ہے.

ویسے بھی رامش بالکل تیار ہے, کسی بھی صورت اُسے اپنانا چاہتا ہے.سو آپ بے فکر ہوکر شادی کی تیاریاں شروع کر دیجئیے" . کہہ کر وہ چلی گئی.

****

شادی کی تیاریوں کو دیکھ کر وہ مسلسل پریشان رہتی ہے, اُسے یہ ڈر تھا کہ کہی وہ بات سچّ بن کر اُس کے سامنے نہ کھڑی ہوجائے اور ایک بار پھر سے وہ بیو ......ہ...... اُسکے آگے اُس, سے سوچا ہی نہیں گیا.

اُس نے دو رکعت نفل نماز ادا کی اور دُعا مانگنے لگی .ویسے بھی اُسنے اپنے آپ کو خدا کے سُپرد کردیا تھا .جو اُس کیلئے بہتر ہوگا وہ سامنے آجائیگا اِس بات کا اُسے یقین تھا.

اچانک اندر داخل ہوتا ہوا رامش دروازے پر ہی ٹھٹھک گیا.

سفید کپڑوں میں ملبوس, سلیقے سے دوپٹّہ اوڑھے وہ کوئی آسمان سے اُتری پری لگ رہی تھی .آنسو پلکوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھوں میں گر رہے تھے .اپنے آس پاس سے بے خبر وہ اپنے رب سے محو گفتگو تھی. اُس کے چہرے پر اِتنی پاکیزگی تھی,کہ وہ وہاں ٹھہر نہیں سکا .رامش کو لگا کی وہ اُسے دیکھ بھی لیگا تو وہ میلی ہو جائیگی .علیشبہ کی پاکیزگی نے اُس کے قدموں کو وہی پر روک دیا .نہیں تو وہ اُسے منانے آیا تھا, اپنی محبّت کا اظہار کرنے آیا تھا, اُسے خوشیوں کی نوید سُنانے آیا تھا. مگر اُسے دیکھ کر لگا کی اب, وہ اظہارِ محبّت تب ہی کر پائیگا جب وہ اُسکی دسترس میں آجائیگی.

چُپ چاپ دبے قدموں وہ واپس چلا گیا .رامش کو حِنا نے ہی بھیجا تھا

اُسے منانے کیلئے.

دُعا مانگنے کے بعد اُسکا دل کچھ مطمئن ہوگیا تھا .سب کو اپنے لیے پریشان دیکھ کر اور اور اپنے رب سے اپنے لیے سکون اور بھلائی مانگ کر اُس نے ڈرتے ڈرتے نکاح کیلئے ہاں کہ دیا.

****

چاند رات کو علیشبہ کا نکاح طے پایا تھا اور عید کے دن رُخصتی .پیا گھر سے کپڑے, جوتے, رنگ برنگی چوڑیاں, زیورات سب کچھ ہی آچُکا تھا.

مگر آس کے اندر ہمّت نہیں ہو پارہی تھی اُن چیزوں کو دیکھنے کی اندر, کہی ڈر پنجے مارے بیٹھا تھا.

حِنا اُسے محبّت سے ایک ایک چیز دیکھاتی رہی.

****

سرخ جوڑے میں, ہلکے پھُلکے میک اپ کے ساتھ علیشبہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی .ایک دم سادگی سے اُس کا نکاح ہوگیا تھا .لوگ خوش

.گپیوں میں مصروف تھے ہر طرف چاند مبارک کا شور تھا

وہ شور شرابے سے دُور ہوتی چھت پر جا کر چاند کو دیکھتے ہوئے, اپنے

.آگے کی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی . تبھی آہٹ پر وہ مڑی

.آپ ......رامش کو دیکھ کر وہ گھبرا گئی

" .جی میں"

.کیا میں نہیں آسکتا یہاں ؟وہ معصومیت سے پوچھ بیٹھا

وہ ....میں نے ایسا ......کب کہا ....مگر .....وہ ....اتنی رات

.ہوگئی ہے .وہ اٹک اٹک کر بولی

شاید آپ بھول رہی ہیں .ہمارا نکاح آج ہو چکا ہے اور کل عید کے

ساتھ ساتھ آپکی رُخصتی بھی ہیں .وہ مسکراتے ہوئے

.بولا

.جی..... ہاں...... وہ کنفیوز ہونے لگی

.میں آپ کو چاند کی مبارک باد دینے آیا تھا کہتے ہوئے وہ گُنگُنا اُٹھا

تمہاری جان میری جان تم ہی ہو

لوگ دیکھے عید کا چاند

میرا چاند تم ہی ہو

رامش کی آنکھوں میں محبّت کے رنگ صاف نظر آرہے تھے, جنھیں وہ آسانی سے دیکھ چکی تھی, شرم سے اُس کی نظریں نیچے جھک گئی.

میں آپ کے لیے کچھ لایا تھا". رامش نے اپنے ہاتھ آگے کیے اور "

کھن ..... کھن .... کھنک..... چوڑیوں کی آواز فضا میں گونج اُٹھی" ."

یہ آواز علیشبہ نے کئی مہینوں بعد سُنی تھی .بےخودی میں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پچھلے وقت کو سوچ کر.

رامش نے دھیرے سے اپنی انگلیوں کی پُوروں سے اُس کے آنسوؤں کو چُنتے ہوئے کہا.

اتنے قیمتی آنسوؤں کو بے وجہ نہیں بہایا جاتا اور اب کبھی بہانا بھی" نہیں."

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھا عید کا چاند تو

مانگی یہ دُعا رب سے

دے دے تیرا ساتھ

عید کا تحفہ سمجھ کے

گُنگُناتے ہوئے رامش نے اُسکے نازک ہاتھوں میں دھیرے سے رنگ برنگی چوڑیاں پہنادی.

پہلی چاند رات مبارک ہو مسزِ رامش خان" .اِن چوڑیوں کے بغیر تو عید ادھوری ہی رہ جاتی .اسلئیے آپ کیلیئے لے آیا تھا. محبّت پاش نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا.

ارے یہ کیا؟......آپ نے مہندی نہیں لگوائی" .اُسکے خالی ہاتھوں کو" دیکھتے ہوئے وہ بولا.

....نہیں وہ ......میں ......وہ

.کیا؟.....میں .... وہ.....ہاں....ہمارا نکاح ہوا ہے,کل عید بھی ہے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیں دوہری خوشیاں ملی ہے اور آپ کے خوبصورت ہاتھ مہندی اور چوڑیوں سے خالی تھے."

چلیئے میرے ساتھ ".اُسکے منع کرنے کے باوجود بھی رامش نے اُسکے" ہاتھوں پر مہندی لگوا کر ہی دم لیا.

علیشبہ کو اُسکی محبّت اور خلوص نے معتبر بنا دیا تھا .وہ اتنی محبّت کے قابل بھی نہیں تھی .مگر خدا نے اُسے صبر کا بہتر بدلہ دیا تھا .اپنے رب کا شکر ادا کرتی وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی .جس پر رامش کے نام کی مہندی لگی ہوئی تھی.دور آسمان پر چاند بھی اُنکی خوشیوں پر مسکرا اُٹھا.

****

عید کا دِن تو ویسے بھی خوشیوں بھرا ہوتا ہے مگر علیشبہ کیلئے یہ دوہری خوشیاں لایا تھا.

وہ دُلہن بنی بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی .اورینج کلر کا لہنگا اور

زیورات پہنے, ہاتھوں میں بھر بھر پیا کی لائی رنگ برنگی چوڑیاں سجائے, اُسکی نیلی آنکھوں میں خوشی چمک رہی تھی .یہ رنگ کتنے اہم تھے اُسکی زندگی میں,اِس کے بغیر تو وہ ادھوری تھی. یہ رنگ تبھی تو اچھے لگتے ہیں جب پیا کا ساتھ ہو.

پورا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا سب رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس یہاں وہاں گھُوم رہے تھے .ہر طرف سے عید مبارک کے ساتھ ساتھ شادی مبارک کی آوازیں وقفے وقفے سے ماحول میں گونج رہی تھی.

آخر کار رخصتی کا وقت آہی گیا .وہ دھیرے دھیرے سے حِنا کے ساتھ چلتے ہوئے امی,ابّو کے پاس آکر اُن سے لِپٹ کر خوب روتی رہی. تبھی اچانک ایک بھاری ہاتھ نے اُسکے نازک سے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے مسکراتے ہوئے بولا.

میں نے چاہا تجھے عید پہ کچھ پیش کروں

جس میں احساس کے سب رنگ ہو روشن روشن

جس میں آنکھوں کے تراشے ہوئے موتی لاکھوں

جس میں شامل ہو میرے قلب کی دھڑکن دھڑکن

"عید بہت بہت مبارک ہو مسزِ خان"

کیا آپ کو ساری زندگی کے لیے یہ بندہ قبول ہے جو آپ سے بہت" " محبّت کرتا ہے اِسے عیدی سمجھ کر رکھ لیجئیے

علیشبہ نے اُس شخص کو غور سے دیکھا, جو اُس کے راستے کے کانٹوں کو چُننے کیلئے آیا تھا .اُسے خوشیاں دینے آیا تھا. دھیرے سے مُسکراتے ہوئے اُسنے اپنے سر کو اثبات میں ہلا دیا اور اُس کے قدم سے قدم مِلاتی ہوئی چلنے لگی.

دونوں کے چہروں پر سچّی خوشیاں رقص کررہی تھی.

جب جب وہ چلتے, ہاتھوں میں پڑی رنگ برنگی چوڑیاں کھنک اُٹھتی.

سب اُنھیں مُسکراتی نظروں سے دیکھ کر دُعائیں دے رہے تھے.

علیشبہ کے دل میں جو خدشہ تھا کہ کہی کوئی سانحہ نہ رونما ہوجائے وہ

غلط ثابت ہوگیا تھا.

رامش نے اُسکی بے رنگ زندگی میں اپنی محبّت کے رنگ بھر دیئے تھے.

خدا نے اُس کیلئے اتنی ساری خوشیاں لکھ رکھی تھی .بس فرق یہ تھا کہ وہ خوشیاں اُسے تابش کی بجائے رامش سے مِلنی تھی .وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہی تھی.

****

ختم شد

نوٹ۔۔۔۔۔قارئین سے گزارش ہے کہ ناول پڑھ کر اپنی رائے ضرور دے۔

دعا کی طلبگار

کشمالہ اعظمی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین